(غلام گردش)

نفرت کی دہلیز!

چار ہزار سال پہلے یونان کے بالکل وسط میں ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ یہی کوئی ایک لاکھ آبادی پر مشتمل چھوٹی سی جنت۔ سبزہ، میٹھا پانی، جھرنے۔ قدرت نے اس شہر کو ہر طریقے سے نوازا تھا۔ مرد اور خواتین انتہائی وجیہہ اور خوبصورت تھے۔ انکے بال مکمل طور پر سنہرے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ اگر خطہ بے مثال تھا تو مکین اس سے بھی زیادہ قابل دید تھے۔ وہاں، ایوس (Evos) دیوتا کی حکومت تھی۔ ایوس محبت کا دیوتا تھا۔ اسکی حکمرانی میں کسی جگہ بھی کوئی لڑائی یا رنجش نہیں تھی۔ پورے شہر میں صرف ایک قاضی تھا اور اسکے پاس کسی قسم کا کوئی کام نہیں تھا۔ کیونکہ لوگوں میں کسی قسم کا کوئی تنازع تھا ہی نہیں۔ پانی کی مسلسل فراہمی کی بدولت فصلیں بھرپور ہوتی تھیں۔ غلہ اس قدر زیادہ تھا کہ سنبھالنا مشکل ہو جاتا تھا۔ یہ ایک جنت نما علاقہ تھا۔ کسی مصیبت اور رنج سے دور۔ دو چار ہزار لوگ تجارت کرتے تھے اور باہر کے ملکوں اور شہروں سے سامان لا کر اپنے خوبصورت شہر میں فروخت کر دیتے تھے۔ علم اور ادب کا یہ حال تھا، کہ فلسفی اور سائنسدان، ہر وقت اپنے کام میں مگن رہتے تھے۔ فلسفی انتہائی دقیق مسائل پر گفتگو کرنے کا اختیار رکھتے تھے اور انہیں ایوس کی طرف سے کسی پابندی یا زبان بندی کا حکم نہیں ملتا تھا۔ سائنسدان جدید طریقے سے تحقیق میں مصروف کار رہتے تھے۔ ہر سال کوئی نہ کوئی ایسی چیز ایجاد کر لیتے تھے جس سے لوگوں کی زندگی مزید آسان ہو جاتی تھی۔ ایوس کو اپنی حکومت اور طرز حکمرانی پر کافی فخر تھا اور یہ فخر کافی حد تک درست بھی تھا۔

کیونکہ ایوس دیوتا تھا اسلئے اکثر اسکے پاس، دوسرے دیوی دیوتا آتے رہتے تھے۔ اس میں اریڈن اور لائسا (Eridan and Lyssa) بہت قابل ذکر تھیں۔ اریڈن نفرت کی دیوی تھی اور ایک آگ اگلنے والے اژدہے پر سوار رہتی تھی۔ کمال یہ تھا کہ جب چاہتی تھی کسی بھی انسان میں نفرت کے جذبات پیدا کر دیتی تھی۔ سر کے اردگرد آگ کا ایک ہالہ موجود تھا جس نے اسکی ساخت کافی حد تک ڈراؤنی سی بنا ڈالی تھی۔ لائسا کا وصف تھا کہ ہر انسان میں غصہ پیدا کرنے کی قوت رکھتی تھی۔ ایک خطرناک قسم کے جادوئی رتھ پر سفر کرتی تھی۔ رتھ آگ کا بنا ہوا تھا۔ ایک دن دونوں ایوس کے دربار میں آئیں۔ ایوس حسب معمول کام میں مصروف تھا۔ دونوں دیویوں کے سامنے بادشاہ نے کہا کہ شہری انتہائی مہذب اور پُرسکون لوگ ہیں۔ اسکی حکومت میں امن اور چین ہے اور کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اریڈن اور لائسا نے ہنسنا شروع کر دیا۔ کہنے لگیں کہ تم ہم سے طاقتور دیوتا ہو۔ ہم تمہارے علاقے میں کبھی کوئی کام نہیں کر سکتیں۔ ہمیں چند ہفتے دو اور پھر دیکھو، تمہارا دعویٰ بالکل غلط ثابت ہو جائیگا۔ ایوس سوچنے لگا۔ اس نے اپنے ملک پر بہت محنت کی تھی۔ یقین تھا کہ اسکے شہری کبھی بھی بھٹکے گے نہیں۔ چنانچہ اس نے نفرت اور غصے کی دیویوں کو اپنے شہر میں کام کرنے کی اجازت دیدی۔ اریڈن جو کہ نفرت کی دیوی تھی، فوری طور پر انسانی روپ میں ظاہر ہوئی۔ ایک تاجر کے پاس پہنچی۔ کہنے لگی کہ تمہارے ساتھ والا تاجر، تمہی سے غلہ خریدتا ہے اور پھر مہنگے داموں بیچ دیتا ہے۔ تمہیں اپنا فائدہ بڑھانا چاہیے کیونکہ تمہیں تو اصل میں نقصان ہو رہا ہے۔ تاجر کے دل میں اپنے دوسرے ساتھی کے متعلق شدید نفرت پیدا ہو گئی۔ ایک لمحہ میں اپنے دیرینہ ساتھی کے خون کے درپے ہو گیا۔ اب لائسا کی باری تھی۔ غصہ پیدا کرنے

کے فن پر عبور رکھتی تھی۔کسانوں کے سردار کے پاس گئی۔انہیں بتایا کہ تاجر تم سے غلہ بہت کم قیمت پر خریدتے ہیں اور پھر مہنگے داموں فروخت کر دیتے ہیں۔سارا منافع تو ان کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔کسانوں کے اندر لائسا نے شدید غصہ اور ارتعاش پیدا کر دیا۔انہیں یقین ہو گیا کہ تاجر انکے جائز حق پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔نتیجہ یہ نکلا کہ تاجر ایک دوسرے سے لڑ پڑے اور کسان تلواریں لیکر تاجروں کے درپے ہو گئے۔ایک دوسرے سے حسد اور غصہ کے جذبات اتنے بھرپور تھے کہ ان دو طبقوں نے ایک دوسرے کے بیسوں آدمی قتل کر دیے۔ گھر جلا ڈالے اور انکے بچوں اور خواتین کو تہہ تیغ کر ڈالا۔بادشاہ خود مجبور تھا کیونکہ اسے اپنے لفظوں کا پاس تھا۔اس نے بذات خود اپنی عوام پر یقین کر کے ان دونوں خونخوار بلاؤں کو کام کرنے کی اجازت دی تھی۔

اب حکومتی معاملات تیزی سے بگڑنے لگے۔نفرت کی دیوی نے ایک اور کھیل کھیلا۔فوج کے سپہ سالار کے پاس گئی۔اسے بتانے لگی کہ اصل طاقت تو تمہارے پاس ہے۔بادشاہ تو تمہارا مرہون منت ہے۔اسکے پاس تو اپنے دفاع کیلئے کوئی اور طاقت نہیں ہے۔بادشاہ تو صرف اور صرف تمہاری وجہ سے حکومت کر رہا ہے۔مشورہ دیا کہ تم خود بادشاہ بن جاؤ۔سپہ سالار کے دل میں بادشاہ کے خلاف شدید نفرت آ گئی۔بادشاہ کو غاصب اور بے ایمان سمجھنے لگا۔مگر وہ ایک موقع کی تلاش میں تھا۔اسکی وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ بذات خود دیوتا تھا اور اسکی حفاظت کیلئے انتہائی مضبوط اور توانا محافظ ہر دم مستعد رہتے تھے۔اسکی ہمت نہیں ہوئی کہ بادشاہ کو نقصان پہنچا سکے۔اب غصہ کی دیوی کی باری تھی۔اس نے ایک مختلف کھیل کھیلا۔ساتھ والی سلطنت کے سپہ سالار کے پاس گئی۔حسد کی دیوی ایک راہب کے روپ میں اسکے ساتھ تھی۔دونوں نے اس سپہ سالار کو سمجھایا کہ ساتھ والی سلطنت یعنی ایوس کی حکومت بہت کمزور ہو چکی ہے۔وہاں کسانوں اور تاجروں میں دنگا فساد ہو رہا ہے اور وہاں کا سپہ سالار بھی اپنے بادشاہ کے خلاف ہے۔تم ایسے کرو، کہ فوری طور پر انکی کمزوری کا فائدہ اُٹھاؤ اور انکی حکومت کو ختم کر کے خود وہاں کے بادشاہ بن جاؤ۔اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تمہارا اپنا بادشاہ بہت بیمار ہے اور تمہاری خدمات کی درست قدر نہیں کرتا۔تم تو اس قدر زبردست جرنیل ہو کہ دونوں حکومتوں پر قبضہ کر سکتے ہو۔سپہ سالار کے دل میں دونوں بادشاہوں کے خلاف شدید نفرت اور غصہ کے جذبات پنپنے لگے۔ایک دن موقع پا کر رات گئے اپنے بیمار بادشاہ کے کمرے میں آگ لگوا دی۔بادشاہ جل کر خاک ہو گیا۔اس نے ایک سلطنت پر قبضہ کر لیا۔دونوں دیویوں نے اسکو مزید اشتعال میں مبتلا کر ڈالا۔اس نے اپنی فوج اکٹھی کی اور ایوس کے شہر پر حملہ کر ڈالا۔وہاں پہلے ہی خانہ جنگی کی کیفیت تھی۔عوام میں نفرت اور غصہ کی دیویوں نے حد درجہ منفی جذبات پھیلا رکھے تھے۔تاجر، کسان، عوام، فوج اور سپہ سالار سب ایک دوسرے کے شدید مخالف تھے۔لہذا اسکی فوج بھرپور طریقے سے لڑ نہیں پائی اور ایوس کی سلطنت بھی ختم ہو گئی۔ایوس آسمانوں پر شکایت لیکر بڑے دیوتا، زیوس کے پاس گیا۔اسے ساری صورتحال بتائی۔زیوس نے جواب دیا کہ ایوس تم نے اپنے ہاتھ سے اپنے آپکو برباد کیا ہے۔تم نے نفرت اور غصے کی دیویوں کو آزادی سے کام کرنے کی اجازت دیدی۔یہ تمہاری سب سے پہلی غلطی تھی۔تم نے ان منفی جذبات کو مسلسل پلنے دیا اور درست وقت پر کوئی مثبت قدم نہیں اُٹھایا، یہ تمہاری دوسری غلطی تھی۔تم نے اپنی طاقت یعنی محبت کو استعمال نہیں کیا۔یہ تمہاری تیسری غلطی تھی۔تم شکایت لیکر میرے پاس آئے اور حالات کو خود ٹھیک کرنے کی جدوجہد نہیں کی۔یہ تمہاری چوتھی غلطی ہے۔لہذا اب میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔جاؤ، اور کوئی اور کام شروع کر دو۔تم نے اپنے ہاتھ

خودکاٹ ڈالے ہیں۔لہذا تمہیں ہی اسکا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔ایوس کی حکومت ختم ہوگئی۔اسکے بعد عوام ہروقت ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے۔آہستہ آہستہ تمام شہر ایک دوسرے سے حسد اور غصے کی وجہ سے جہنم سا بن گیا اور پھر دنیا کے نقشے سے ہی غائب ہوگیا۔

یونانی کہانی لکھتے وقت میرے ذہن میں اپنا ملک ہے۔اپنے اردگرد سنجیدہ نظر ڈالیے۔ہر شخص غصے سے بھرا ہوا معلوم ہوگا۔ایسے لگتا ہے کہ اکثر پاکستانیوں نے غصے کی دیوی لائسا کے آگ والا ہالہ پہن رکھا ہے۔یہی معاملہ حسد کا ہے۔ہمارا پورا معاشرہ مکمل منفی سوچ کی طرف جاچکا ہے۔قتل عام، چوری، ڈاکہ، زمینوں پر ناجائز قبضے اور انصاف کی عدم موجودگی ہر سطح پر موجود ہے اور لوگوں کو زندہ درگور کر رہے ہیں۔یہاں تو ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ ماں نے اپنی بیٹی پر تیل چھڑک کر زندہ جلادیا۔سترہ سالہ زینت رفیق ابھی جل کر خاکستر ہوئی ہے۔اسکی ماں پروین چند ہفتے قبل زینت کو بہلا کر گھر لیکر آئی۔زینت کا جرم واقعی بہت بڑا تھا۔یعنی پسند کی شادی۔ہمارا عظیم مذہب پسند کی شادی پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔مگر پروین اپنی بیٹی کو واپس لائی۔اسکے سامنے قران پر قسم دی کہ اپنے گھر آجائے، اسے کچھ نہیں کہا جائیگا۔بلکہ اسکی رخصتی باقاعدہ طریقے سے کی جائیگی۔گھر لانے کے بعد پروین اپنی بیٹی کو چھت پر لے گئی۔جہاں اس پر تیل چھڑکا گیا۔آگ لگانے کے بعد ماں نے گھر کا دروازہ باہر سے بند کروادیا۔سترہ سالہ زینت چالیس منٹ تک جلتی رہی اور ماں تماشہ دیکھتی رہی۔یہ واقعہ لاہور کا ہے۔بالکل اسی طرح، کراچی میں دو بیٹوں نے محسوس کیا کہ والدین انہیں خرچے کے پیسے نہیں دیتے۔انکے خیال میں باپ کے پاس کافی رقم تھی مگر وہ انہیں منتقل نہیں کر رہا تھا۔غصہ اور لالچ میں دونوں بیٹوں کو اس قدر منتقم مزاج بنا ڈالا کہ ایک رات پستول سے والد کو قتل کر ڈالا۔ماں نے جب شور مچایا تو بیٹوں نے اپنی ماں کو بھی ختم کردیا۔دونوں مثالیں عزیز ترین رشتوں کی دی ہیں۔اس حصار سے باہر آیئے تو آپکو ہر جانب عذاب کی سی کیفیت نظر آئیگی۔ساٹھ سال سے ایک طبقہ چوبیس گھنٹے لوٹ مار میں مصروف ہے۔انکے پیٹ لالچ کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں۔بھرنے کا نام ہی نہیں لیتے۔قبر کی مٹی بھی انکی ہوس کو ختم نہیں کر پاتی۔مرتے ہیں تو انکی اولاد اپنے بزرگوں سے بھی دو ہاتھ آگے نکل جاتی ہے۔لاکھوں نہیں کروڑوں مثالیں ہیں۔ہر محلّہ قصبے اور شہر میں آپکو نفرت حسد اور لالچ میں لتھڑے ہوئے ایسے کردار نظر آئینگے کہ انسانی عقل اور فہم سُن ہوجاتی ہے۔

کراچی تو ویسے ہی بدنام ہے۔پاکستان نے ہر شہر میں ایک جیسا حال ہے۔طاقتور طبقہ، غریب اور کمزور انسانوں کی گردنوں پر سواری کر رہا ہے۔کہیں دین کا نام استعمال ہو رہا ہے اور کہیں جمہوریت کا۔کہیں نظام کی تبدیلی کے نام پر ایک شخص کو دوسرے سے لڑایا جارہا ہے اور کہیں دہشت گردی کا عفریب کھل کر معصوم شہریوں کی سانسیں ختم کر رہا ہے۔روزانہ اَن گنت لوگ بے قصور ہونے کے باوجود لقمہِ اجل بن جاتے ہیں۔کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ یونانی کہانی کے دو کردار یعنی نفرت اور حسد کی دیویوں نے پورے ملک میں مضبوطی سے اپنے پنجے گاڑ لئے ہیں۔پورے ملک کے ہر انچ پر انکا قبضہ ہے۔معصوم لاتعداد شہری زمین کے اندر بے موت چلے گئے مگر ان بلاؤں کی تسلی نہیں ہو رہی۔خون ہے کہ ارزاں سے ارزاں ہوتا جارہا ہے۔کوئی ہے جو انکے ناجائز تسلط سے معصوم لوگوں کو محفوظ رکھ سکے۔مجھے تو دور دور تک کوئی نظر نہیں آرہا۔ہم میں سے اکثریت نفرت کی دہلیز پار کر کے غصہ اور حسد کے اس جنگل میں بھٹک رہے ہیں جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں!

راؤ منظر حیات

Dated:01- July 2016